یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اسم تاریخی ہے

۳۷ ۱۳ف

قصیدہ بردہ سعید ترجمہ مفید

۹۶ ۱۳ھ

مترجمہ مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مفید وکیل پربھنی دکھن

۲۶ ۱۹ء

بموجب رائے جناب سیدی ابوتراب علی محمد ترجمہ کیا گیا

۲۸ ۱۹ء

نامور تاج پریس چھتہ بازار حیدرآباد میں

۲۸ ۱۹ء

ترجمہ اردو قصیدہ بردہ چھاپا گیا ہے

۳۷ ۱۳ف

گذارش

میرے واجب التعظیم دوست ابو تراب مولوی سید علی محمد صاحب پیشکار تحصیل جنتور ضلع پربھنی کو ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ قصیدۂ بُردہ شریف کی سراپا برکت حُور اور فصاحت و بلاغتِ عرب کی یہ خوبصورت پری اُسی شانِ دلفریبی اور اپنی دلکش اداؤں کے ساتھ اُردو لباس میں جلوہ گر ہو۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ہمیشہ مخدوم محترم مولانا مولوی محمد عبد الرحمن صاحب منفید وکیلِ پربھنی کو مجبور کرتے تھے اور صاحب ممدوح قصیدہ کی عظیم الشان بلاغت اور اُردو کی بے مایگی اور اپنی کمزوری کا عذر فرما دیا کرتے مگر سید صاحب کا شوق اثر کئے بغیر نہ رہا۔ اور انکی خاطر سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے یہ قصیدہ لکھا جسمیں اصل قصیدے کے اُسلوبِ بیان اور تاثیرِ کلام و جذبات و جوش و صداقت کی سچی ترجمانی کیگئی ہے اور مضمون کو واضح طور پر دلنشین کرنے کے لئے کہیں کہیں شرح و بسط سے

کام لیا گیا ہے اُردو میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو صاحب بُردہ علیہ الرّحمہ
کے عشق و محبت اور مؤثّر پند و موعظت اور مدحِ رسولِ مقبول
صلّی اللہ علیہ وسلم کے دلکش اثر اور طلبِ مغفرت و شفاعتِ
رسول اور مُناجات کی پُرجوش کیفیت کا آئینہ دار اور اُردو دانِ
مُحبّانِ رسول کے لئے نعمتِ غیر مترقّب ہے۔ یہ قصیدہ کیا ہے
مؤثّر نصیحتوں کا مجموعہ۔ ذکرِ حبیب کا خُوبصورت گلدستہ
اسلام کی شوکت کا بہترین نُمائندہ۔ طلبِ مغفرت کا دلکش
نمونہ۔ رقّتِ قلب کے لئے بےمثل اکسیر ہے۔ میں نے واجب التعظیم
مُترجم سے بہ اصرار اِس کی اشاعت کی اجازت لی تاکہ تمام
مسلمان اِس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اپنی مجالس میں اِس کو اپنا
وظیفہ بنائیں۔ اپنے وظائف میں اس کو شامل فرمائیں اس کے
وِرد سے اپنے مِسِ قلب کو طلائے خالص بنائیں۔ خدائے
قادر اپنے حبیبِ پاک کے طفیل میں میری سعی کو مشکور فرمائے
اور مسلمانوں کو اِس کے وِرد سے داخلِ جنّات اور
اِس عاصی کو ماجور فرمائے اور محرّک و مُترجم کی دینی و

دنیوی مدارجِ اعلیٰ پر پہنچائے - آمین فقط

۸ رجب سنہ ۴۶ھ
م ۲۹ بہمن سنہ ۳۷ف
م ۲ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء

خاکسار
محمد یوسف خان وکیل درجہ دوم
ضلع پربھنی
وظیفہ یاب حسنِ خدمت پیشکاری تحصیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ مفید ترجمۂ قصیدہ بردہ شریف

تشبیب

یارانِ ذی سلم کی کیا یاد نے فگار
آلودہ خونِ دل ہیں جو ہیں آنسوؤں کے تار

یا کاظمہ سے آتے ہیں جھونکے نسیم کے
کوہِ اضم سے برق ہے ظلمت میں آشکار

آنکھوں کو تیری کیا ہوا تھمتیں نہیں ذرا
رُوکے سے اور بھی ہوئی جاتی ہیں اشکبار

تیرے دلِ حزیں کو تبا ہو گیا ہے کیا
جوں جوں تسلی دیتے ہیں ہوتا ہے بیقرار

عُشّاق کیا سمجھتے ہیں پنہاں رہیگا عشق
جاری ہیں اشک آنکھوں سے اور دل ہے شعلہ بار

عاشق نہیں تو روتا ہے کیوں آکے دشت میں
بان و علم کے ذکر سے بیخواب بیقرار

زاری و لاغری کی گواہی گزر چکی
انکارِ عشق پر ترے کیونکر ہو اعتبار

رُخسار زرد پڑ گئے گلنار اشک ہیں
یہ دو نشاں ہیں عشق و محبت کا اشتہار

بولا خیال یار نے مجھ کو جگا دیا
بیخواب خور ہوں دردِ محبت سے ہمکنار

رہتا ہے لذتوں کی جگہ دردِ جانگداز — ہے عشق ایک آفتِ جان و فنا شعار
عذری ہے ترکِ عشق سے مجبور فطرتاً — کرتا ہے کیوں ملامتِ بیجا ہے دلفگار
ہو میرے عذر پر بھی جو انصاف کی نظر — تو خود ہی چھوڑ دے گا ملامت کا یہ شعار
کس طرح سے چھپاؤں محبت کے راز کو — غماز بن گئے ہیں جو تھے میرے رازدار
اک تجھ پہ کیا کہ حال مرا سب پہ کھل گیا — تھمتا ہے درد اور نہ دلکو ہے کچھ قرار
میں نے سنی نہ ایک تری پندِ بے غرض — بہرا ہے ناصحوں میں محبِّ وفا شعار
کرتا رہا نصیحتِ پیری پہ بدظنی — بے غرضی و خلوص تھا جس پند کا مدار
پیری کا انتباہ ہے ہر بدظنی سے دور — ہونے دیا نہ بادۂ غفلت نے ہوشیار

نفسِ سرکش

اس نفس کو کسی کی ملامت کا ڈر نہیں — سر ہو گیا سفید پہ ہے یہ سیاہ کار
پیری کے ضعف میں بھی بدی سے نہ رک سکا — اسکی جہالتوں کا کوئی کیا کرے شمار
آیا بڑھاپا اور ہوئے بال سب سفید — کرتے جو نیک کام تو رہتا کچھ وقار
اس میہماں کی کچھ ہوئی قدر و منزلت — پیری میں بھی رکھا مجھے بدنفسیوں نے خوار
گر جانتا کہ ہو گی نہ مہماں کی مجھ سے قدر — کھلنے نہ دیتا اسکی حقیقت کو زینہار

پاتا نہ کوئی آمدِ مہماں کی کچھ خبر — ہوتا خضاب جلوۂ پیری کا پردہ دار

دیجئے لگام توسنِ سرکش کو خاردار — قابو میں جس طرح سے کہ لاتے ہیں شہسوار

بے راہیوں سے روک دے رہوارِ نفس کو — ایسا نہیں ہے کوئی مرا یارِ غمگسار

سمجھو نہ یہ کہ ہوگا گناہوں سے سیر نفس — جی بھر گیا بدی سے تو خود ہوگا شرمسار

میدانِ معصیت میں جو دوڑا ہیں بے لگام — تھک جائیگا وہ کرکے گناہوں کو بار بار

مٹ جائینگی سب اس کی گناہوں کی خواہشیں — راہِ صواب خود ہی یہ کرلیگا اختیار

کثرت غذا کی ہو تو بڑھے ہے اور اشتہا — ہو معصیت سے قوتِ شہوت میں انتشار

پیتا ہے دودھ بچے کو جب تک پلائیے — اور ہو شباب میں بھی یہی نیت کا مدار

مشکل سے چھوڑتا ہے اگر ماں چھڑائے دودھ — ہے نفسِ خودپسند بھی جوں طفلِ شیرخوار

روک اسکی خواہشوں کو تسلط سے اسکے دور — غالب ہوئیں تو ہوگا تو مجروح و عیب دار

حسنِ عمل میں بھی نگرانی نفس کر — عجب و ریا کے پھولوں سے پر ہے یہ مرغزار

قاتل بشر کی ہوتی ہیں انجام کار وہ — بہتیری لذتیں جو ہیں مرغوب و خوشگوار

محسوس تک نہ ہو کہ غذا ہائے چرب ہیں — زہریلا وہ اثر ہے کہ ہو روح کا فشار

انساں ہوا ہلاک لذائذ کے شوق میں — سمجھا نہ چرب کھانے بھی ہوتے ہیں زہر دار

ڈر سیری اور گرسنگی کے فریب سے — دونوں میں نفس کے لئے خطرے ہیں بیشمار

سیری سے شر ہے گرسنگی کا زیادہ تر
اکثر پھنسے ہیں اسمیں نفوس تباہ کار

گر تونے اپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا
کم خواری کی صفت بھی ہے مذموم روزگار

پُرخواری اور فاقہ میں مضمر ہے شرِ نفس
پُرخوار سے بھی بد ہے ریاکار روزہ دار

آنسو سے بدنگاہی کی آلائشوں کو دھو
کر توبۂ نصوح ندامت سے اختیار

شیطان و نفس دونوں کی ہرگز نہ مان بات
کرنا نہ انکی پند و نصائح کا اعتبار

ثالث بنیں تو اُنکی نہ کر ثالثی قبول
دشمن کی حکمتِ عملی کا نہ ہو شکار

تو جانتا ہے کیدِ عدو مکرِ ثالثی
اِن کا کہا نہ مان خبردار ہوشیار

قولِ بلا عمل کا دلوں پر ہو کیا اثر
ہوں تجھ سے اے کریم معافی کا خواستگار

اقوال نیک نسل ہے اعمال نیک کی
ہو بے عمل کی پند کا کیا خاک اعتبار

منسوب کر رہا ہوں عقیمہ سے نسل کو
نسبت غلط لگائی ہے کر عفو کردگار

نیکی کا حکم کرتا ہوں اور خود ہوں بے عمل
بے راہ خود ہوں۔ کہتا ہوں چل راہِ استوار

ہے زادِ آخرت میں نوافل مستحب
صوم و صلوٰۃ فرض فقط ہی مدار کار

مدحِ نبی

راتوں کو جاگتا تھا جو اللہ کا حبیب
نازک قدم اُٹھاتے تھے جیسے ورم کا بار

کی ہے ترک اُس نے خوبی کی پیروی — پنہاں تھی جس میں ضیٔ خلاقِ کردگار

جو باندھتے تھے بھوک میں نازکِ شکم پہ سنگ — تابندگی حق میں رہے زور برقرار

وہ عالی ہمتی تھی کہ دیکھا نہ آنکھ بھر — قبضہ میں تھے جو زر و جواہر کے کوہسار

ہوتی جو احتیاج تو بڑھتا تھا اور رنگ — معصوم پر پڑا نہ کبھی دستِ روزگار

دنیا عدم سے نکلی ہے جس کے وجود سے — اُن کی کشش میں آئیگا کیا وہ فلکِ وقار

سردارِ دو جہان کے مخدومِ جن و انس — شاہنشہِ عرب عجمیوں کے تاجدار

احکام اور نواہی میں اک صادق البیان — لا و نعم کا جس کے صداقت پہ ہے مدار

سچے نبی ہمارے محمد ﷺ حبیبِ حق — جنکی شفاعتوں کی ہے دنیا امیدوار

دنیا کا خوف ہو کہ قیامت کا دغدغہ — ہر حادثہ میں یاد اُسی کی ہے غمگسار

جس نے کیا ہے دعوتِ اسلام کو قبول — حبل المتین حق میں بندھا ہے وہ استوار

کُل انبیاء پہ صورت و سیرت میں فوق تھا — علم و کرم میں آپ ہیں یکتائے روزگار

بحرِ علوم و ابرِ کرم ہیں حبیبِ حق — اک بوند ایک چلو کے سب ہیں امیدوار

ہر اک کھڑا ہے درجہ بدرجہ حضور میں — علم و حکم پہ نقطۂ و اعراب ہیں نثار

کامل ہے وصفِ ظاہر و باطن میں ذاتِ پاک — عالم کے برگزیدہ ہیں خالق کے دوستدار

ہیں اپنی خوبیوں میں منزہ شریک سے — روئے امینِ حُسن میں ہے باغِ پر بہار

قسمت پذیر جوہر حسنِ نبی نہیں
عیسائیوں کی طرح نہ کر عظمتِ نبی
جو چاہو مدح سیّدِ ابرار کی کرو
ہر عظمت و شرف کو تو منسوب اُن سے کر
بے انتہا ہے فضل و بزرگی رسول کی
ہوتے جو حسبِ رتبۂ ذات معجزات
حیراں ہو عقل ایسا نہ دیتے تھے کوئی حکم
تعلیم سیدھی سادی ہے نزدیک فہم کے
عاجز ہے خلق فہمِ حقیقت سے آپ کی
خورشید جیسے دُور سے چھوٹا دکھائی دے
دنیا میں پائیگی وہ کنہِ نبی کو کیا
بس انتہائے علم ہے اپنا بشر ہیں آپ
تھی یہ بھی اک کرامت نورِ محمدی
آپ آفتاب اور ستارے تھے انبیاء
جب نورِ احمدی کا جہاں میں ہوا ظہور

اِک لعلِ تابدار ہیں اور دُرِّ آبدار
بیٹا بنا خدا کا نبی کو نہ زینہار
جو چاہو انکی ذات کو دو عزت و وقار
ہر قدر و منزلت کا تو کہ انکو تاجدار
کس کا ہے منہ جو کر سکے اُن سب کو شمار
مُردے جلاتی نامِ مبارک کی اک پکار
شفقت سے چاہتے تھے۔ نہ ہو ہم کو اضطرار
حیرت نہ شک نہ فہمِ مطالب کا انتظار
نزدیک و دُور سب کو ہی اِس عجز کا شکار
نزدیک ہو تو آنکھ ہو چندھیا کے اشکبار
جس قوم کو ہے خواب کی خو شیوۂ اعتبار
ساری خدا کی خلق سے بہتر ستودہ کار
لاتے تھے معجزے جو رسولانِ نامدار
تھے آپ ہی کے نور سے دنیا پہ نوربار
جی اُٹھیں قومیں اِس ہدایت سے ایک بار

حُرمت کرو نبی کی سرشتِ لطیف کی ۔۔۔ خُلقِ حسن نے جسکو دیا اور بھی سنوار

لپٹی ہوئی ہے حُسن کے جامہ میں شکل پاک ۔۔۔ ہے جسکی خندہ روئی کا عالم میں اشتہار

غنچہ ہے تازگی میں بلندی میں چاند ہے ۔۔۔ بخشش میں بحر ہمتِ عالی میں روزگار

تنہا بھی ہوتے آپ تو رعبِ جلال سے ۔۔۔ ڈرتے تھے سب گو ساتھ ہے اِک فوج بیشمار

ہیں کانِ دُر لبِ مُتبسم ۔ دہانِ تنگ ۔۔۔ دنداں ۔ صدف میں گوہرِ مکنون آبدار

آسودہ جسم نور ہے جس خاک پاک میں ۔۔۔ کیا ہو برابر اُسکے کوئی بوئے خوشگوار

اُس بوئے خوش کا سونگھنے والا خوش نصیب ہے ۔۔۔ ہے نیک بخت چوم لیا جسنے وہ مزار

میلادُ النبی

ظاہر کیا ولادتِ اطہر نے جسم پاک ۔۔۔ آغاز و اختتام ہے اک پاک یادگار

اُس نیک دن میں اہلِ عجم پر بھی کھل گیا ۔۔۔ اب کہ یہ دُکھ اُٹھائیگی قومِ خجا شعار

ایوانِ کسریٰ بھی اُسی شب میں شق ہوا ۔۔۔ جیسی کہ اُسکی فوج پراگندہ روزگار

فارس کی آگ فرطِ ندامت سے بجھ گئی ۔۔۔ چشموں کو اپنے کھو دئیے فارس کے رودبار

تھے اہلِ سادہ خشکیِ دریا سے دردمند ۔۔۔ غصہ سے ٹوٹی جاتی تھی پیاسوں کی جب قطار

پانی میں جو نمی ہے وہ آئی تھی آگ میں ۔۔۔ اندوہ و غم سے آب تھا جوں آگ شعلہ بار

دیتے تھے جن نوید جہاں نور بار تھا | مفہوم اور لفظ سے تھا صدق آشکار
کفار اسی طرح سے رہے کور چشم و کر | آثار خیر سے نہ مٹا کفر کا غبار
گوش قبول سے نہ سنیں یہ بشارتیں | دیکھا نہ برق خوف میں رحمت کی ہی بہار
قوموں کو کاہنوں نے خبردار کر دیا | باطل ہیں جتنے دین رہینگے نہ برقرار
دیکھا افق میں سب نے ستاروں کا ٹوٹنا | جس طرح بت زمیں پہ گرے تھے بہ حال زار
شیطانوں میں بھی ڈال دی بھاگڑ شہاب نے | رستے سے وحی کے ہوئے آخر کو سب فرار
بھاگے ہیں جس طرح سے دلیران ابرہہ | لشکر ہو جیسے دست مبارک سے سنگبار

معجزات

پھینکا ہے مثل یونس تسبیح خواں انہیں | جب سنگریزے پڑھ چکے تسبیح بار بار
اشجار حکم پاتے ہی سجدہ کناں بڑھے | بے پاؤں ہو گئے وہ رواں سوئے شہریار
لکھی تھیں انکی شاخوں نے سطریں جو راہ میں | دکھلا رہا تھا خط اطاعت خط غبار
مانند ابر سایہ فگن تھے حضور پر | تا ہو نہ سخت دھوپ کی گرمی سے اضطرار
کہتا ہوں سچ قسم قمر شق شدہ کی ہے | نسبت دلی ہے اسکو ز آقائے نامدار
جس خیر اور کرم سے تھا معمور غار ثور | سوگند اسکی ہے کہ رہے کور نابکار

صدّیق تو صدق میں ابو بکر اور نبی
ہیں جنکی ہمتوں کے علمدار کوہسار

سینے میں اپنے غار نے اُن کو چھپا لیا
کہتے تھے کور دل کہ ہے خالی بشر سے غار

باور کیا کہ انڈا نہ دیتی کبوتری
جالا نہ تنتی مکڑی جو ہوتے وہ ذی وقار

حفظِ خدا میں تھے ۔ نہ تھی پروا حضور کو
دُہری ہوں زرہیں اور ہو مضبوط تر حصار

مانگی پناہ میں نے تو دی آپ نے پناہ
پہنچا ہے مجھ کو پھر نہ کوئی رنجِ روزگار

مانگی جو میں نے دولتِ دارین مل گئی
اِن پاک ہاتھوں پر مرے ماں باپ ہوں نثار

انکار کر نہ عالمِ رُؤیا کی وحی سے
آنکھیں جو سو گئیں تو رہا قلب ہوشیار

یہ خواب تھے بلوغِ نبوت کے وقت بھی
ہو محتلم کا حال غلط کس طرح سے یار

حاشا کہ اکتسابی نہیں وحی کا شرف
اور غیب پر نبی نہ کہے جھوٹ زینہار

دستِ کرم کے چھونے سے اچھے ہوں مریض
دیوانگی سے چھوٹے جنوں کے جو تھے شکار

انکی دعا سے دور ہوں قحط سالیاں
روئے سپیدِ ارض پہ سبزے کی تھی بہار

بارش کا زور دیکھ کے ہوتا تھا یہ گماں
دریا کا ہے بہاؤ کہ سیلِ عرم کی دھار

گمرہ کی رہنمائی کی خاطر یہ معجزات
ظاہر ہوئے ہیں ذاتِ مبارک سے بیشمار

جیسے مسافروں کی ہدایت کیواسطے
روشن ہو آگ راتوں کو بالائے کوہسار

موتی لڑی میں ہو تو دوبالا ہو اسکا حسن
اور ہو الگ تو گھٹتی نہیں قدر زینہار

مداح کی اُمید کا پہنچا نہیں ہے ہاتھ　　تا دامنِ فضائلِ اخلاقِ باوقار

وصفِ قرآن

نازل کیے خدا نے جو آیاتِ دینِ حق　　حادث ہے انکی شانِ نزول اے حضورِ نگار

لیکن کلامِ پاک صفت ہے قدیم کی　　مانو قدیم جب کہ ہو معنی کا اعتبار

دیکھو کسی زمانہ سے وہ متصل نہیں　　عاد و ارم معاد کا معجز ہے باوقار

پیغمبروں کے معجزے آئے گذر گئے　　فائق ہے سب پہ یہ کہ رہا ہم میں برقرار

چھوڑا نہ کوئی شبہ مخالف کے ذہن میں　　خواہاں کسے حکم کا نہیں معدلت شعار

آئے مقابلہ میں تو بس ڈالدی سپر　　اُن دشمنانِ دین نے جو تھے سخت بدشعار

کیسا ہی ہو فصیحِ عرب برسرِ خلاف　　رد کرئے فصاحتِ قرآں نے اسکے وار

جس طرح موڑ دیتا ہے ہر بدنظر کی آنکھ　　مردِ غیور۔ اپنے حرم کا نگاہدار

مانندِ موج بحر میں معنی ملے ہوئے　　اور موتیوں سے قیمت و خوبی میں وہ ہزار

کثرت سے گر پڑے ہیں تو نہ گھبرائے اس سے دل　　ہو انکی ندرتوں کا نہ کچھ حصر اور شمار

قاری کی آنکھیں قرأتِ قرآں سے ہیں خنک　　کہتا ہوں اسکو میں کہ خبردار ہوشیار

تو اسکو تھام لے قسمت سے ملگئی　　حبل المتین حق سے ہوا ہے تو کامگار

وہ ردا اس کا سرد کرتا ہے دوزخ کی آگ کو
دوزخ کے ڈر سے تو جو پڑھے اسکو بار بار

یک حوض ہے کہ کردیا چہرونکو پاک صاف
آئے جو اسکے پاس سیہ رو گناہگار

وہ پل صراط اور ترازو ہے عدل میں
قایم رکھے نہ عدل بغیر اسکے روزگار

انکار حاسدیں پہ تعجب ذرا نہ کر
جاہل بنے ہیں اور ہیں دانائے روزگار

سورج سے بہا گئی ہے پرآشوب آنکھ بھی
بیمار کے مزہ میں ہو تلخ آب خوشگوار

تیرے حرم کے شوقِ زیارت میں ہیں تمام
اے بہترین یا من و ملجائے روزگار

محتاج فیض کے ہیں پیادہ جو آرہے ہیں
سائل ہیں تجھ سے وہ بھی جو ہیں سانڈنی سوار

تو اک بڑا نشان ہے نصیحت جو تجھ سے لے
تو نعمتِ بزرگ ہے اور فضلِ کردگار

معراج

شب میں حرم سے مسجدِ اقصیٰ پہنچ گئے
ہو چاند جیسے رات کی ظلمت میں نوربار

اتنے ہوئے بلند کہ پایا وہ مرتبہ
جو مل سکا کسی کو نہ تھا کوئی خواستگار

دو گوشہ کماں تھا حدوث و قدم کا فصل
اس قربِ خاص کا ہو کوئی کیا امیدوار

کی انبیاء نے آپکی اقصیٰ میں اقتدا
مخدوم کی جلو میں تھی خدام کی قطار

تیزی سے آسمانو نکو طے کرتے جاتے تھے
تھے فوج انبیاء کے علمدار نامدار

قُربِ ورا ارتقا میں بڑھ ہے کون آپ سے
چھوڑی نہ مستبق کے لئے راہِ افتخار

ہے پست و زیر تیری اضافت سے ہر مقام
تو فرد ہے یگانہ ہے مقبول کردگار

کفر و علم ہو جیسے کہ مرفوع بالندا
تھا یہ محلِ رفع منادائے کردگار

آنکھوں سے ہر مقربِ دربارِ قدس کی
پوشیدہ تھا جو گوہرِ مکنونِ ابدار

معراج میں تھی آپکی دعوت کی یہ غرض
ہو جائیں اسکے وصل سے مسرور کامگار

پایا ہر اک مقام نہ تھا جس میں اشتراک
بے اشتراک غیر ملی عزت و وقار

پایا جو مرتبہ وہ نہایت بلند ہے
جو نعمتیں ملیں وہ ہیں نایاب و بیشمار

ہوں شاد دیندار - ہوا فضل کردگار
آیا نبی تمام نبیوں کا تاجدار

اے امتِ رسول مبارک ہو آپ کو
فضلِ خدا سے ملگیا اک رکنِ استوار

ہم اکرم الامم ہیں نبی اکرم الرسل
طاعت کا یہ صلہ ہے کرو اسپہ افتخار

ذکرِ جہاد

بعثت سے شاہ کی دلِ اعدا دہل گئے
شیروں کی گونج سے ہوں ہرن جیسے بیقرار

بہرِ قیامِ امن و پئے دفعِ ظلم کفر
مصروفِ جنگ ہوتے جو سرکارِ نامدار

جسطرح قیمہ - کُندہ قصاب پر ہو گوشت
نیزوں سے چور چور تھے یوں جسمِ نابکار

جوں پارہائے گوشت ہیں گو بیچ اڑے
تھی آرزو جھگڑوں کی ہنگامِ کارزار

دہشت سے گن نہ سکتے تھے لیل و نہارِ جنگ
ہوں اُن کے پھینے تو کر لیتے تھے شمار

گویا تھا میہمانِ عدوِ دینِ محترم
تھا دشمنوں کا گوشت غذا اُنکی خوشگوار

اِس جوش اور خروش سے بڑھتی تھی فوجِ دیں
جیسے تھپیڑے مارتا ہو بحرِ موجدار

تھے حملہ ور کہ کفر کو جڑ سے اُکھیڑ دیں
ہو اجرِ آخرت صلۂ جنگِ دیندار

غربت کے بعد ملتِ اسلام ہو گئی
جانِ عرب - عزیزِ عزیزانِ ہر دیار

مردانِ جنگ کی ہی کفالت میں یہ عروس
بیوہ نہو - سہاگ ہے اِس کا برقرار

یا بہترین باپ کی ہی تربیت میں طفل
ہوگا نہ تا ابد یہ یتیم اور سوگوار

اسلام کے مجاہد و جانباز کیا کہوں
تھے صبر اور شکوہ میں مانندِ کوہسار

باور نہو تو پوچھ لو میدانِ جنگ سے
دیکھا جو کچھ ہوا ہے تصادم جو بار بار

دریافت کیجیے بدر و اُحد اور حنین سے
آثارِ جنگ اب بھی ہیں موجود و برقرار

کس کس طرح سے لیتی تھی [illegible] انکی جان
طاعون سے بھی سخت تھی تیر و تبر کی مار

تیغِ سپید رنگ پلٹتی تھی ہو کے سرخ
شب رنگ انکے بال بنے تھے شفق نگار

وہ شہرِ خط کے نیزوں سے لکھتے کتابِ جنگ
اُن کے قلم سے جسم کے تھے حرف نقطہ دار

ہتھیار بند دونوں تھے لیکن تھا صاف فرق
جس طرح ہوں گلاب و مغیلانِ خاردار

لاتی ہے باد فتح و ظفر انکی بوئے خوش — ہر پہلو ان کا ہے غنچۂ نورس غلاف دار

تنگی تنگ سے نہیں اپنے کمال سے — مثل درخت کوہ تھے گھوڑوں پہ شہسوار

دہشت سے جنگ کی ہے شقی ایسے بدحواس — تھا فرق شیر و بز میں نہ تفریق نور و نار

بزغالوں کی صدائیں جو پڑتی ہیں کانوں میں — ہوتا انہیں یقین کہ شیروں کی ہے ڈکار

اللہ کے رسول کی نصرت ہو جیسے ساتھ — شیران بیشہ دیکھیں جو اسکو تو ہوں فرار

جو آپکے ہیں دوست وہ سب کامیاب ہیں — دشمن جو آپکے ہیں رہینگے ذلیل و خوار

امت حصار دیں میں ہے محفوظ اسطرح — آرام گاہ شیروں کی ہو جسطرح کچھار

قرآن نے لڑنے والے بہت سے دیے پچھاڑ — اور معجزوں نے کر دیا اعدا کو خوار و زار

ان پڑھ ہو ایک علم کے نکتوں سے باخبر — ہو عہد جہل میں سبق آموز روزگار

ہو ایک یتیم اور بنے صاحب ادب — کر دے جو غافلان زمانہ کو ہوشیار

کافی ہے تجھ کو صرف یہی ایک معجزہ — امی ہو ایک علم و ادب کا خزانہ دار

طلب مغفرت و شفاعت رسول

تعریف میں امیروں کی گذری تمام عمر — نا اہلوں پر کیئے در شعر و سخن نثار

ہوتی تھی صرف خدمت شاہی میں زندگی — جن خدمتوں کا محض خوشامد پہ تھا مدار

لکھی ہے اس امید پہ اب نعتِ مصطفےٰ
ہو سرفراز عفوِ معاصی سے خاکسار

گردن کا یہ قلادۂ مدح و ملازمت
انجامِ بد کا خوف دلاتا ہے بار بار

قربانی کا ہوں جیسے کہ میں ایک جانور
لیتے ہیں جیسی ایک اک روز جان زار

حاصل ہوا نہ کچھ بھی بجز حسرت و گنہ
دنیا کی خامکاری جو کی ہے جینے اختیار

افسوس ہے تجارتِ نفسِ لئیم پر
جس نے کیا نہ دین کو دنیا پہ اختیار

دنیا ہی کے بکھیڑوں میں اپنی گذار دی
آیا خسارہ اس میں بھی جاتا رہا وقار

دنیا کے بدلے دین کو جس نے کیا فروخت
اس بیع اور سلم میں خسارہ ہے آشکار

لایا ہوں گو گنہ پہ نہ ٹوٹیگا میرا عہد
رسّی نبی کے عہد کی رکھتا ہوں استوار

ہمنام ہوں ۔ ہے یہ مرا پروانۂ نجات
ایفائے عہد ذات محمدؐ کا ہے شعار

گر آپ دستگیر ہوں اپنے فضل سے
پھر روئیے گناہوں پہ محشر میں زار زار

پلٹا پناہ گیر نہ اس در سے نامراد
حاشا کہ بخششوں سے ہو محروم امیدوار

کرتا ہوں جب سے فکرِ سخن مدح و نعت میں
ہے میرا بہترین معاون وہ ذیوقار

بارش سے جیسے کھلتے ہیں دشت و جبل میں پھول
بے بہرہ آپ سے نہ رہا دستِ خاکسار

دنیا سے اِن شگوفوں کا طالب نہیں ہوں میں
نا زہیر مدحِ ہرم سے تھا مالدار

مناجات

اے اکرم الخلائق و اے افضلِ جہاں
کس کی پناہ میں جائے اب یہ گنہگار

آئے جو سر پہ سخت مصیبت بڑی بلا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی میرا غمگسار

اللہ تختِ عدل پہ جس دن ہو جلوہ گر
اور شانِ انتقام سے ہو حکمِ گیر و دار

کچھ کم نہ ہو حضور کی شانِ بزرگ سے
ہو مجھ پہ بھی جو اک نگہِ لطف مہر بار

دنیا و آخرت ہے ترے اختیار میں
جود و کرم سے تیرے ہیں موجود برقرار

یک شمہ تیرے علم کا لوح و قلم کا علم
دارین کے قیام کا ہے تو ہی مدار

اے نفس گو گناہ ہیں تیرے بہت بڑے
اس سے کہیں زیادہ ہیں الطافِ کردگار

کیوں ہے گنہ کی عظمت و کثرت سے ناامید
فضلِ خدا کے آگے نہیں ان کا کچھ شمار

رحمت خدا کی حشر میں کہنے لگے گی جب
پائے بقدر جرم کے حصہ گنہگار

مطلب ہے یہ کہ جس کے زیادہ گناہ ہوں
ہوگا زیادہ تر وہی رحمت کا حصہ دار

یا رب کر تو میری امیدوں کو مسترد
تیرے کرم سے تازہ ہے میری کشتِ زار

کمزور ہے کچھ ایسی مری طاقتِ شکیب
آئے مقابلہ پہ مصیبت تو ہو فرار

اس ناتوان بندے پہ کر رحم اے خدا
آیا ہے تیرے سامنے عصیاں سے شرمسار

جب تک رخِ بان کی ہلتی ہوں ڈالیاں — جھونکے نسیم کے ہوں فرح بخش و خوشگوار
جب تک کہ اونٹ مستِ مسرت ہوں راگ سے — جب تک رہیں عرب میں حُدی خوان شتر سوار
دے حکم یہ کہ امرِ صلوٰۃ و سلام کا — برسے نبی کے روضۂ اطہر پہ بیشمار
رحمت کا مینہ متصل و غیر منفصل — ہو بالدوام روحِ محمد پہ قطرہ بار
عثمانؓ اور علیؓ و ابو بکرؓ اور عمرؓ — پرہیزگار و پاک و حلیم و کرم شعار
آلِ نبی تمام صحابہ و تابعین — یارب تری رضا ہے ان سب پہ نور بار
مداح اور مترجم و قاری و سامعین — مئخانۂ محبتِ احمد کے بادہ خوار
ان سب کو بخش دے بہ طفیلِ حبیبِ پاک — ہیں یہ بھی تیرے فضل و کرم کے امیدوار
روز جمعہ جمادیِ اول کی بارہویں — ہجرت کا سال پنج و چہل سہ صد و ہزار
لکھا گیا قصیدۂ بُردہ کا ترجمہ — اُردو زبان میں حسنِ عرب کی ہے یادگار
بُردہ کے نقشِ پا پہ چلا ہے جو سر کے بل — ہے اک غریب خستہ مفیدِ گناہگار
اس پر بھی لطف عفو کرم کی نگاہ ہو — عصیاں کے دشت میں جو ندامت سے ہمکنار
بندہ ترا مربیِ و حامیِ دینِ پاک — عثمان علی جو ملکِ دکن کا ہے تاجدار
شوکت ہے اسکی شوکتِ اسلامیاں کے ہے — ہو دشمنانِ ملتِ بیضا ذلیل و خوار
یارب نظامؔ تا بہ ابد حکمران رہے — ہو اس کا عہد عدل میں مشہورِ روزگار

تمت